فقہِ صادق و فقہ اربعہ

حجۃ الاسلام مولانا سید فدا حسین بخاری۔

عربی زبان میں فقہ کے معنی فہم اور سمجھ کے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "لٰکن لَا یَفقَھُونَ تَسبِیحَھُم" کائنات کی ہر شئے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے، لیکن تمہیں ان کی تسبیح کا فقہ و فہم (گہری سمجھ بوجھ) نہیں ہے۔

علماء کی اصطلاح میں "فقہ" دین کے مسائل کے تفصیلی اور استدلالی علم کا نام ہے۔ اس کی دو قسم قسمیں ہیں ایک کا نام فقہ اکبر، جسے علم کلام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسری کا نام فقہ اصغر، جسے علم احکام یا علم فقہ کہا جاتا ہے۔

اسلام میں قوانین کے مأخذ و منابع میں سے دو بنیادی مشترک مأخذ قرآن حکیم اور سنت رسول کریمؐ سمجھے جاتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسئلہ کتاب و سنت میں صریحاً نہ ملتا ہو تو کیا کرنا چاہئے؟ چونکہ رسول اکرمؐ کے دور میں زندگی سادہ اور محدود تھی اور وسائل زندگی بھی محدود تھے، کلچر و ثقافت بھی ایک ہی خطہ یعنی "جزیرۃ العرب" کی ہی حاکم تھی۔ رسول گرامیؐ کی رحلت کے بعد فتوحات ہوئیں، اسلامی حکومت کا قلمرو وسیع ہوا، دوسری قوموں اور تہذیبوں کے لوگ مسلمان ہوئے، جدید مسائل اور موضوع پیدا ہوگئے، ایسے حالات میں کیا اسلام کے پاس ان کا حل موجود ہے یا نہیں؟

اس سلسلے میں اسلام کے دو بڑے مکتب فکر ہیں:

(۱) شیعہ مسلمان (۲) سنی مسلمان

شیعہ مکتب فکر کے مطابق اسلام تا قیامت رہنے والا دین ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ رسول پاک کو حالات کا علم تھا، اس لئے تمام مسائل اور ان کے حل کا علم اہلبیتؑ خصوصاً امیر المومنین حضرت علیؑ کو دے گئے اور امت اسلامی سے فرما گئے کہ "اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَ عَلِی بَابُھَا وَ مَن اَرَادَ العِلمَ فَلیَاتِھَا مِن بَابِھَا"۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، جو علم لینا چاہتا ہے، وہ دروازے سے آئے۔

اس کے علاوہ دوسری حدیث میں جو کتب اہل سنت و شیعہ میں متواتر نقل ہوئی ہے، رسول کائناتؐ نے فرمایا: "اِنّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَین، کِتَابَ اللہِ وَ عِترَتِی اَھلبَیتِی......"

میں تم میں دو گراں چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری اہلبیتؑ ہے، تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو گمراہ نہیں ہوگے۔

"مَایَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُوحٰی" کی مصداق زبان نے یہ حدیث فرما کر اپنی سنت کے ساتھ ساتھ اہلبیت اطہارؑ کی سنت و سیرت کو اسلام کے منابع و مأخذ میں شامل کر دیا اور پروردگار نے اہلبیت اطہارؑ کے سلسلے کو دائمی اور ابدی بنا دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسائل و مشکلات پیدا ہوں اور حلالِ مشکلات نہ ہوں تو اس طرح شیعہ مکتب فکر کے پاس گیارہ آئمہ اطہارؑ کی سیرت و سنت و احادیث پر مبنی تقریباً ۲۵۰ سال کا ذخیرہ موجود ہے اور یہ قرآن و سنت رسول سے ہی اخذ کیا ہوا ہے اور حضور سرور کائنات کی سنت کا ہی تسلسل ہے اور بارہویں امام غیبت کبریٰ میں اور ان کی غیبت کبریٰ کے زمانے میں انہیں کے فرمان کے مطابق فقہائے کرام ان کی احادیث کو بیان کر رہے ہیں اور انہیں اصولوں کی روشنی میں اجتہاد فرما رہے ہیں۔ دوسرے مکتب فکر کے بزرگوں نے شروع میں جو شعار بلند کیا وہ "حَسبُنَا کِتَابُ اللہِ" کا تھا، لیکن اس سے جلد ہی پسپائی اختیار کرنا پڑی، کیونکہ اللہ کی کتاب تنہا کافی نہیں۔

یہ بات ان کی سمجھ آ گئی لیکن ہوا یہ کہ جب انہیں قرآن و سنت میں سے صریحاً رہنمائی نہ ملی تو وہ بجائے اس کے کہ اہلبیتؑ کے دامن سے حقیقی طور پر وابستہ ہوتے، قیاس کا دامن تھام لیا۔ مولانا شبلی نعمانی کہتے ہیں کہ حضرت عمر کا احسان ہے کہ یہ راستہ امت کو انہوں نے دکھایا۔

مدینہ میں رہنے والوں کی اکثریت وہی تھی جو رسول اکرمؐ کے زمانے میں تھی، زندگی بھی سادہ اور کلچر بھی وہی۔ وہاں احادیث سے بیشتر رہنمائی حاصل کی گئی، وہاں کے مدرسہ کو اہل حدیث کا مدرسہ کہا گیا۔

اہل عراق جو بیشتر ایران کا حصہ تھا اور تازہ مسلمان تھے، وہاں مسائل پیچیدہ تھے۔ حضرت ابوحنیفہ بھی کوفہ عراق میں رہتے تھے۔ حکومتوں کی کشمکش ہوئی، بنی عباس کی بنی امیہ مخالف تحریک نے قومیت کا رنگ اختیار کیا، بنی امیہ کی پشت پر زیادہ تر عرب تھے اور بنی عباس کی حمایت زیادہ تر غیر عرب (عجم) نے کی، سیاست کا مذہب پر بھی پڑا۔ اہل حدیث و اہل قیاس کا جھگڑا حجاز و عراق میں تبدیل ہو گیا۔ حجاز اہل حدیث کے ہاتھوں میں چلا گیا اور عراق اہل قیاس کے ہاتھوں میں آ گیا۔

علماء کے اعداد و شمار کے مطابق امام مالک کے قیاس کی مقدار امام ابوحنیفہ سے بھی زیادہ ہے، لیکن سیاسی تقسیم میں وہ حجاز کے حصے میں آئے اور ابوحنیفہ چونکہ کوفہ میں رہتے تھے، عراق کے حصے میں آ گئے۔ درحقیقت قیاس دونوں کے مسلک میں شامل ہے، البتہ فقہ حنفیہ میں اس کا اظہار، دوسروں کی نسبت عیاں ہے۔

ایسے دور میں جب اہل حدیث اور اہل قیاس، بنی امیہ اور بنی عباس اور حجاز و عراق کی جنگ و کشمکش چل رہی تھی ایسے حالات میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے تیسری آواز بلند کی اور امت محمدیہ کو خالص محمدی اسلام کی طرف پکارا اور اسی راستے کی طرف رہنمائی کی جو رسول پاک کا راستہ تھا۔ امام صادقؑ نے ضروری سمجھا کہ اپنی آواز کو (جو درحقیقت قرآن و رسول اور اہلبیت اطہارؑ

کی آواز ہے) مدینہ اور کوفہ جو اس وقت علم کے مرکز تھے، پہنچایا جائے اور امام صادقؑ نے یہ کام کر دکھایا۔
امام جعفر صادقؑ کا مکتبِ فکر (مدرسہ) اتنا عظیم تھا کہ چار ہزار کے افراد زیر تعلیم تھے۔ چار سو کے قریب علماء نے مختلف علوم میں تخصص حاصل کیا، جابر بن حیان پدر علم کیمیا اور سینکڑوں کتابوں کا مصنف، ابن ہشام علم کلام کا ماہر، یونس بن عبدالرحمٰن علم حدیث کا استاد اور ان جیسے بیسیوں جید دانشور و مفکرین آپ ہی کے شاگردوں میں سے ہیں۔
علی بن وشاء کا بیان ہے کہ میں نے مسجد میں ۹۰۰ علمی حلقے دیکھے، جن کے اساتذہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے جعفر بن محمدؑ سے حاصل کیا ہے۔
اس طرح فقہ جعفری کی برتری باقی فقہوں پر کھل کر سامنے آجاتی ہے۔
کتب تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ مذاہب اربعہ کے اماموں نے امام جعفر صادقؑ کی برتری اور علمی و روحانی فضیلت کا اقرار کیا ہے اور ان کی شاگردی پر فخر کیا ہے، چنانچہ امام مالک امام صادقؑ کے متعلق کہتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا فقیہ، زاہد اور عابد نہیں دیکھا۔
امام ابوحنیفہ جو برادران اہل تسنن کے امام اعظم ہیں اور دو سال تک امام کی شاگردی کا شرف حاصل کیا ہے، فرماتے ہیں: "لولا السنتان لھلک النعمان" اگر وہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان (ان کا اپنا نام ہے) ہلاک ہو جاتا۔
امام حنبل، امام شافعی کے تابع ہیں اور امام شافعی امام مالک کا اتباع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ، امام صادقؑ کے شاگردوں میں سے ہیں۔
امام جعفر صادقؑ سے ارتباط اور فقہ جعفریہ سے تمسک دونوں قسم کی "سیر علمی" کا نتیجہ ہیں۔ تلاش علم و فقہ میں صدر اسلام سے سفر شروع کریں تو امام جعفر صادقؑ اہلبیت کی فرد اور نبی کریمؐ کے مقرر کردہ مرجع مسلمین و امام ہیں اور اسی طرح قانون و فقہ اسلامی کی تلاش میں اپنے زمانے سے صدر اسلام کی طرف چلیں تو امام جعفر صادقؑ باقی آئمہ مسلمین کے باواسطہ یا بلاواسطہ استاد نظر آتے ہیں۔
استاد کامل کے ہوتے ہوئے شاگرد کی فقہ پر اعتماد کرنا، کہاں کی دانشمندی ہے اور پھر فقہ جعفری، فقہ اہلبیت ہے، فقہ محمدی ہے، امام سے منسوب اس لئے ہوگئی ہے کہ امام کو اس کے اظہار کا موقع زیادہ مل گیا ہے، ویسے بھی مولانا شبلی نعمانی کے قول کے مطابق، امام ابوحنیفہ باہر کے آدمی ہیں اور امام جعفر صادقؑ گھر کے آدمی ہیں، گھر کے آدمی بہتر جانتے ہیں جو گھر میں ہوتا ہے یعنی اہلبیتِ رسولؐ کا خاندان ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور امام جعفر صادق سے زیادہ قوانین اسلامی کا ماہر اور کون ہو سکتا ہے۔☆☆☆☆☆